شمارہ دوم

RABI UL AWWAL 1445, SEPTEMBER , 2023



- پریشان حال بہنوں کے نام!
- ظالم فوج، ننھا عمار اور اس کی بے بس ماں
- پاکستانی ڈرامے، خواتین کا منفی کردار

بنات
خدیجة الکبریٰ
BANAT- E- KHADEEJATUL KUBRA
ربیع الاول ۱۴۴۵ھ ق ستمبر 2023ء

https://www.umarmedia.bz

فہرست مضامین

ادار یہ

شخصیت کی تعمیر میں ماں کا کردار
ام عبداللہ

خواتین کا جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ
حضرت نسیبہ (امِ عمارہ) بنت کعب رضی اللہ عنہا
بنت معراج الدین

پریشان حال بہنوں کے نام!
ترتیب : فاطمہ مہران

اسلام کو مطلوب مائیں
ام عکاشہ

پاکستانی ڈرامے، خواتین کا منفی کردار
حلیمہ کامران

اسلام میں تعلیمِ نسواں اورموجودہ مخلوط نظامِ تعلیم
(دوسری اور آخری قسط)
مولانانایاب حسن قاسمی دارالعلوم دیوبند کی ایک شاہکار تحریر

مقاصد نکاح اور اُس کی اہمیت
مولانا محمد شفیق علوی

ظالم فوج، ننھا عمار اور اس کی بے بس ماں
ام طارق

اداریہ

چند روز قبل شیخ الاسلام
مفتی محمد تقی عثمانی حفظہ اللہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ
پر ایک پوسٹ نظر سے گزری جو نیچے درج ہے:
''جنگ کی خبر ہے کہ پانچ دوشیزائیں عالمی مقابلہ حسن میں پاکستان کی
نمائندگی کریں گی، اگر یہ سچ ہے تو ہم کہاں تک نیچے کریں گے؟ حکومت اس خبر کا فوری
نوٹس لیکر ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کرے اور کم ازکم ملک کی نمائندگی کا تاثر زائل کرے۔''

اس خبر پر چند کمنٹس کا اگر جائزہ لیا جائے تو آپ دیکھ سکیں گے کہ عوامِ پاکستان نے حضرت شیخ الاسلام صاحب کو لاپتہ افراد، سیاسی خواتین قیدیوں اور دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ اس مسئلے کی طرف بھی متوجہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ تو کہتے ہیں کہ ''پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے اور اس جیسا دستور کسی بھی ملک کا نہیں ہے''۔ اس لئے سوچنے کا مقام ہے کہ ایسی حکومت کو کیسے بے مثال اسلامی ریاست کہا جا سکتا ہے. جس میں حکومتی سرپرستی میں وہی اعمال ہو رہے ہوں جو کفری ممالک میں ہوتے ہیں۔

یہ سوال تو رہے گا کہ ہمارے دو پڑوسی ہیں، ایک میں فحش انڈسٹریز، غیر اسلامی قوانین اور دیگر غیر شرعی امور کی بھرمار ہے اور دوسرے میں اسلامی نظام نافذ ہو چکا ہے، تو آپ اپنے ملک کو کس کے ساتھ مشابہ دیکھ رہے ہیں؟ جو کچھ ہو رہا ہے اور ہوتا آرہا ہے تو اس سے تو یہی واضح ہے کہ ہماری ریاست پہلی والی ریاست سے متاثر ہے اور اس جیسا بننے کی بھرپور کوشش بھی کر رہی ہے۔

بہر حال... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہمارا ملک فحاشی و عریانی، جنسی اذیتوں، بے پردگی اور دیگر بداعمالیوں کی طرف بڑھ نہیں رہا، بلکہ اسے سوچ سمجھ کر اس طرف آگے بڑھایا جا رہا ہے مقابلہ حسن، فلم و ڈرامہ انڈسٹری، اسکرین پر فحش مناظر دکھانا، نشہ آور اشیاء کو عزت دار لوگوں کی عادت دکھلانا، سینماؤں کو سہولیات فراہم کرنا اور اس جیسے دیگر چیزیں یہی واضح کر رہی ہیں کہ کلمے کے نام پر حاصل کیے گئے اس ملک کو گمراہ کرنا اس ریاست کی گویا کہ ذمہ داری بن چکی ہے۔

پیاری پاکستانی بہنو!
ہوشیار رہو اور اپنی نسلِ نو کو ان آفات سے بچانے میں کردار ادا کرو، تاکہ روزِ محشر
تم اپنے بچوں کی غلط تربیت کی وجہ سے ہاتھ ملتے ہوئے جہنم میں
چھلانگ نہ لگاؤ۔

شخصیت کی تعمیر میں ماں کا کردار

ام عبداللہ

شخصیت کی تعمیر وترقی کا انحصار صحیح تعلیم وتربیت پر ہے، صحیح تعلیم وتربیت ایسا عنصر ہے جو شخصیت کے بناؤاور تعمیر میں اہم رول ادا کرتا ہے اور پھر یہ کام بچپن سے ہی ہو تو زیادہ مؤثر اور دیرپا ہوتا ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت اور شخصیت کی تعمیر میں ماں کا رول انتہائی اہم اور بنیادی ہے، اسی لیے کہا گیا کہ ''ماں کی گود بچہ کا پہلا مدرسہ ہوتا ہے۔

بچوں کی تعمیر وترقی کا سرچشمہ ماں کی گود ہی ہے، یہیں سے ان کی تعلیم وتربیت کا آغاز ہوتا ہے اس پہلی درسگاہ میں جو کچھ وہ سیکھتے ہیں اس کی حیثیت پتھر پر لکیر کی سی ہوتی ہے، یہ علم ایسا مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے جو زندگی بھر تروتازہ اور یاد رہتا ہے اور ابتدائے زندگی کے نقوش۔ خواہ مسرت کے ہوں یا ملال کے۔ ہمیشہ گہرے ہوتے ہیں، اور یہی ابتدئی نقوش مسلسل ترقی کرتے رہتے ہیں، لہٰذا اگر ماں ابتدا سے اپنے بچوں کو کلمہ توحید کی لوری دے تو یقیناً یہی کلمہ ان کے دل و دماغ میں اترے گا اور مستقبل میں تناور درخت کی

شکل اختیار کرے گا اور خدا نخواستہ اگر اس میں اس کے خلاف تعلیمات بھری جائیں تو پھر اس کی ترقی دیکھنے کو مل سکتی ہے۔

چونکہ جہاد بھی اسلام کا ایک اہم فریضہ ہے. جس کو اللہ رب العزت نے ہر مسلمان پر نماز، زکوۃ، حج اور رمضان المبارک کے روزوں کی طرح فرض کر رکھا ہے، خواہ مسلمان مرد ہو یا عورت ہو، اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے حتی الوسع کوشش کرے۔ اس پر فتن دور میں جہاں کفار نے اسلامی تہذیب کو تہہ تیغ کر رکھا ہے لازم ہو چکا ہے کہ مائیں ماضی کی طرح اپنا شجاعت بھرا اور ایثار کے جذبے سے بھرپور کردار ادا کریں۔

خواتینِ اسلام یہ سوچ لیں کہ اب تک کچھ نہیں بگڑا، آپ نے جہاں اپنی ماں سے کھانا پکانا سیکھا ہے وہیں اُن سے اولاد کی تربیت کے کچھ آداب بھی پوچھ لیں اور ازواج مطہرات و انبیائے کرام کی سیرت معلوم کر لیں، تاکہ اپنے اولاد کی صحیح تربیت آج کے ماحول میں رہ کر بھی آپ مثالی انداز میں کر پائیں اور بہتر تربیت کر کے مثالی ماں بن سکیں۔

خواتین کا جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ

حضرت نسیبہ (امِ عمارہ) بنت کعب رضی اللہ عنہا

ماخذ، تذکار صحابیات از طالب الہاشمی

بنت معراج الدین

صحابیہ کا نام نسیبہ، انصاریہ تھیں اور آپ کا شمار سابقینِ اولین میں ہوتا ہے، والد کا نام کعب بن عمرو، خاندان بنو نجّار تھا جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پردادی کا خاندان تھا۔ قبل از اسلام بھی یہ خاندان ''یثرب'' مدینہ منورہ میں بہت معزز مقام رکھتا تھا اور بعد از اسلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتے داری کی وجہ سے اس خاندان کی عزت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنو نجار کو بہت عزیز رکھتے تھے اور اس خاندان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے لگایا جاسکتا ہے کہ، ''اگر میں انصار کے کسی خاندان میں شامل ہوتا تو وہ بنو نجّار کا خاندان ہوتا''۔

حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا کی کنیت اُمّ عُمّارہ تھی اور آپ اسلام کی سنہری تاریخ میں اپنے نام کے بجائے اپنی کنیت ہی سے زیادہ مشہور ہوئیں، رضی اللہ عنہا۔

ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھنا کہ جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری اور پسندیدگی کی سند

حاصل ہو بذاتِ خود بہت بڑا اعزاز ہے مگر حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا کو جو مقام ، شہرت اور مرتبہ حاصل ہوا وہ آپ رضی اللہ عنہا کی دینِ اسلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی وجہ سے تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا کا حقیقی وصف یہ تھا کہ دینِ حق کی خاطر آپ نے اپنی جان ، مال اور اولاد سب کچھ قربان کرنے کا عملی نمونہ رہتی دنیا تک اسلام کی سنہری تاریخ میں سنہرے الفاظ سے درج کروا دیا اور ہمیں بھی آگاہ کر دیا کہ دیکھو اگر اسلام کو سربلندی دلوانی ہے تو اپنی جان مال اور اعزہ و اقربا کی قربانی دینی پڑے گی، اس مشکل عمل کے سوا اسلام کی سربلندی ناممکن ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت نے آپ رضی اللہ عنہا کو دنیا سے بے پرواہ کر دیا تھا اور اسی محبت نے آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں ایک نمایاں رتبہ عطا کیا تھا۔ آپ کا شمار انصار کے سابقین اولین میں ہوتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو نکاح ہوئے۔ پہلا نکاح زید بن عاصم رضی اللہ عنہ ،جو کہ آپ کے چچا زاد تھے۔ سے ہوا اور ان سے آپ کے دو بیٹے ہوئے ، عبداللہ اور جبیب رضی اللہ عنہم۔ دوسرا نکاح زید کی وفات کے بعد عربہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ہوا ان سے بھی مزید دو اولادیں پیدا ہوئیں جن کے نام تمیم اور خولہ تھے۔

حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا بیعت عقبہ اولیٰ میں اپنے خاندان سمیت مشرف با اسلام ہوئیں تھیں۔

حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا احد کے میدانِ کارزار میں :۔

سن ۳ ھجری میں غزوۂ احد کا معرکہ ہوا، حضرت نسیبہ بھی اس غزوہ میں شریک ہوئیں اور بہادری اور جانثاری کی ایسی مثال پیش کی جو رہتی دنیا تک مسلمان عورتوں کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ اسی جنگ میں آپ نے شجاعت وثبات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جانثاری کا جو عملی نمونہ پیش کیا اس کی وجہ سے آپ تاریخ اسلام میں ''خاتونِ احد'' کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

اس غزوہ میں آپ کے خاوند عربہ بن عمرو اور دونوں بڑے بیٹے عبداللہ اور جبیب بھی شریک

تھے ، رضی اللہ عنہم ۔

جنگ کے آغاز میں تو حضرت نسیبہ دوسری خواتین کے ساتھ مل کر پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتی رہیں اور مجاہدینِ اسلام کو پلاتی رہیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی رہیں لیکن پھر جب جنگ کا رخ بدل گیا اور مسلمان مشکل کا شکار ہو گئے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہا مجاہدہٗ بالسیف کے روپ میں آگئیں اور اپنے ہتھیار سے کفار کی خوب تواضع کی ۔

اس مشکل وقت میں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب چند جانثار موجود تھے تو اس وقت میں آپ رضی اللہ عنہا نے یہ صورتِ حال دیکھ کر مشکیزہ پھینک دیا اور ہتھیار سنبھال لئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں کفار کے سامنے ڈھال بن کر کھڑی ہوگئیں ۔ کفار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بار بار حملہ آور ہوتے اور حضرت نسیبہ دوسرے صحابہٗ کرام کے ساتھ مل کر ان کے حملوں کو روکتیں ۔ اس مشکل وقت میں آپ کوہِ استقامت بن کر میدان میں ڈٹی ہوئی تھیں ، اسی دوران ایک کافر نے آپ کے سر پر تلوار کا وار کیا جسے آپ نے بڑی بہادری سے روکا اور اس کافر کے گھوڑے کے پیروں پر ایسا وار کیا کہ گھوڑا اور سوار دونوں زمیں بوس ہو گئے ، اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے عبد اللہ کو اپنی ماں کی مدد کے لئے پکارا ، وہ فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لپکے اور اس مشرک کو مردار کر دیا ، اسی دوران ایک اور کافر نے حضرت عبد اللہ پر تلوار کا وار کر کے آپ کو زخمی کر دیا ۔ حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کا زخم خود اپنے ہاتھ سے باندھا اور پھر اسے تحریض دلائی کہ ''جاؤ بیٹا اور آخری دم تک لڑو ۔'' نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فداکاری و جانثاری کو دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا ، ''اے ام عمارہ! جتنی طاقت تم میں ہے اور کسی میں کہاں ہوگی ؟'' اسی دوران وہی کافر دوبارہ حملہ آور ہوا جس نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا تھا ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نسیبہ کو خبردار کیا کہ وہی بدبخت دوبارہ حملہ آور ہونا چاہ رہا ہے ، آپ رضی اللہ عنہا اس پر جھپٹیں اور اس پر ایسا کاری وار کیا کہ وہ بدبخت دو ٹکڑے ہو کر زمین بوس ہوگیا ۔ یہ دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا اٹھے اور فرمایا ، ''امِ عمارہ تو نے خوب بدلہ لیا ۔''

جنگ کے دوران ہی کسی بدبخت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک پتھر پھینکا جس کے لگنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے ۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شدید مضطرب ہو گئے ۔ ایک اور بدبخت نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ

(ّ اللهم اجعلھم رفقائی فی الجنه »۔

کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سے بھرپور ضرب لگائی ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خود پہنے ہوئے تھے اسی لئے ضرب بے کار ہوئی مگر اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک زخمی ہو گئے اور خون کی دھاریں پھوٹ پڑیں ، یہ دیکھ کر حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا بے چین ہو گئیں اور جواباً اس بدبخت پر جھپٹ پڑیں ، یہ حملہ آور کفار کا نامی گرامی شہسوار تھا مگر حضرت نسیبہ نے نڈر ہو کر اس پر زوردار ضرب لگائی مگر اس کی دوہری زرہ آڑے آگئی اور اسے آپ رضی اللہ عنہا پر وار کرنے کا وقت مل گیا جس سے آپ کے کندھے پر شدید زخم آیا اور وہ حملہ آور وہاں سے بھاگ گیا ۔ آپ رضی اللہ عنہا کا بہت خون بہہ رہا تھا ۔ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے زخم پر خود پٹی بند ھوائی اور فرمایا ، ''واللہ آج امِ عمارہ نے سب سے بڑھ کر بہادری دکھائی ۔''

آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کی ، ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ، میرے لئے دعا فرمائیے کہ مجھے جنت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت نصیب ہو ۔' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت خشوع و خضوع سے آپ کے لئے دعا فرمائی اور بآوازِ بلند فرمایا ،(اللهم اجعلھم رفقائی فی الجنه »۔

یہ سن کر حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور بے اختیار یہ کہنے لگیں ، ''اب مجھے دنیا میں کسی مصیبت کی پرواہ نہیں'' ۔

جنگ کا اختتام ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک گھر واپس تشریف ناں لے گئے جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت نسیبہ کی خیریت ناں دریافت فرمالی ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ،

''احد کے دن میں دائیں بائیں جہاں نظر ڈالتا ، ہر طرف امِ عمارہ ہی لڑتی دکھائی دیتی ۔''

ایک روایت میں ہے کہ احد کی جنگ میں حضرت نسیبہ رضی اللہ عنہا کو بارہ زخم آئے ۔ علامہ ابنِ سعد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ غزوۂ احد کے بعد حضرت نسیبہ نے بیعتِ رضوان ، غزوۂ خیبر ، عمرہ القضا اور غزوۂ حنین میں بھی شرکت کی ۔ ایک اور روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کو فتح مکہ میں بھی شرکت کا شرف حاصل ہوا تھا ۔

پریشان حال بہنوں کے نام!

ترتیب: فاطمہ مہران



مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کیا آپ جانتی ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہیں تھی، اس کے باوجود بھی کتب السنۃ النبویۃ میں ایسا کوئی اثر نہیں ملتا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کبھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا ہو کہ آپ میرے لئے اولاد کی دعا کریں۔

کیا آپ جانتی ہیں؟!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے وقت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر صرف اٹھارہ سال تھی، یعنی آپ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد 47 سال زندہ رہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا، بے لوث محبت کرتے تھے، اور آپ انتہائی غیرت والی تھیں، ان سب کے باوجود آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی رنج وغم میں نہیں گزاردی بلکہ خود کو علم وعبادت میں مشغول رکھا اور کبار صحابہ کرام کی معلمہ اور مفتیہ بنی رہیں۔

زندگی کا انحصار صرف ان ہی چیزوں پر نہیں ہے، نہ اولاد پر، نہ شادی پر، نہ گھر پر، نہ مال پر، اور نہ ہی ان چیزوں سے زندگی رک سکتی ہے، نہ ہی والدین کے گزر جانے سے، اور نہ ہی اولاد کے نہ ہونے سے زندگی رک سکتی ہے۔

اللہ جو کچھ واپس لیتا ہے اسکے بدلے اس سے بہتر

چیزوں سے نوازتا ہے ''نعم البدل عطاء کرتا ہے'' اور یہ دنیا مکمل طور پر کسی کو بھی نہیں ملتی ہے بلکہ یہ تو ایک آزمائش گاہ ہے۔ لہذا، اپنے دلوں کو ایمان سے، اللہ تعالیٰ کی رضا سے اور اس کے ساتھ حسنِ ظن سے معمور کریں، اور اپنے وقت کو طلبِ علم اور ان کاموں میں لگائیں جو آپ کے لئے اور آپکے معاشرے کے لئے دنیوی اور اخروی اعتبار سے فائدہ مند ثابت ہوں۔

صبر کو اپنا توشہ اور قرآن کو اپنا ساتھی بنالیں۔

فرمان باری تعالیٰ ہے : "مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْکَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى"

ترجمہ : ہم نے قرآن کو آپ کے لئے بطورِ تکلیف نہیں اتارا۔ (طہ : 2)

کسی بھی انسان کے لئے قطعاً یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ فارغ رہے، اس لئے کہ شیطان اسے انسان پر برے خیالات کے ذریعے مسلط ہوتا ہے جو فارغ ہو۔ پس اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود کو خیر کے کاموں میں مشغول رکھے تاکہ اس کا نفس اسے ضرر میں مبتلا نہ کرے۔

مقبل بن ہادی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ میں نیک وصالح عورت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ صالح عورتوں کی صحبت اور مجالس کو لازم پکڑے، کیونکہ اس سے ایمان میں، علم میں اور بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔ (غارة الأشرطة 474)



اسلام کو مطلوب مائیں

(اے نساء الاسلام، آئیں سیرت خنساء اپنائیں)

ام عکاشہ

امت مسلمہ جس کو قرار جاں، محسن انسانیت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسد واحد کی مانند کہا تھا آج اس کی حالت ہم سب کے سامنے ہے۔ جگہ جگہ امت مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سسک رہی ہے، تڑپ رہی ہے۔ برما، چیچنیا، فلسطین، کشمیر، ایغور، شام اور ہمارے اپنے پاکستان میں ناپاک فوج کا ہماری امت اور اہل حق پر ہونے والا ظلم ہماری آنکھوں سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ امت مسلمہ کی بیٹیاں جب دیارِ غیر میں قید ہوں، اسیران اسلام، علمائے حق اور مجاہدین جب عقوبت خانوں میں اذیت پر اذیت جھیل رہے ہوں تو ایسے میں مسلمان خواتین کی غیرت کیسے گوارہ کر سکتی ہے کہ وہ گھروں میں اپنے خاوند، بیٹوں کے ساتھ تعیش پسندی میں مستغرق آرام وسکوں سے بیٹھی رہیں اور جہاد (جو کہ آج سب پر فرض ہے) کی طرف اپنے خاوند اور بیٹوں کو ترغیب نہ دلائیں۔

اولاد غیرت، حمیت، سر فروشی اپنی ماؤں سے ہی سیکھتی ہے۔

تو اے نساء الاسلام! جب امت مسلمہ کی حالت اتنی مغلوب ہو جائے کہ ہر ایک کو اپنی بساط کے مطابق ہلکے ہوں یا بوجھل نکلنا فرض عین ہو تو آج آپ بہترین ماں کی ذمہ داری نبھاتے ہوئے سنت خنساء رضی اللہ عنہا نہیں اپنائیں گی تو آخر کب اور کون اپنے بیٹوں کو اس راہ پر نکلنے کی ترغیب دے گا؟

ایک بہادر، پہاڑ جتنا چوڑا سینہ رکھنے والی عظیم مؤمنہ ماں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا، کہ جو جنگ قادسیہ میں اپنے چاروں بیٹوں کو میدان میں لے آئیں۔ اور ان کو مخاطب کر کے رب متعال کا یہ فرمان کہ "یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا" سنا کر میدان جنگ میں جانثاری کے لئے ابھارتی ہیں اور اسی بنا پر کہتی ہیں کہ اے میرے شیرو" کہ جو میرے پاس اللہ سبحانہ وتعالی کی امانت ہو تم سب صبح اٹھ کر لڑنے کی تیاری کرو اور آخری وقت تک لڑو، چنانچہ پھر تاریخ نے دیکھا کہ ایک عظیم ماں کا اپنے بیٹوں کو یوں ابھارنا اور جوش دلانا تھا کہ ان کے چاروں بیٹوں نے ایک ساتھ باگیں اٹھائیں اور نہایت شوق میں آگے بڑھتے ہوئے لڑے کہ شہادت کے لذیذ جام کو لبوں سے لگالیا۔

ادھر چاروں جگر گوشوں کی شہادت کی خبر جب اللہ اور اسکے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے والی عظیم صحابیہ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو ملتی ہے تو وہ اللہ پاک کا شکر ادا کرتی ہیں کہ ان کے سپوت کو رب متعال نے اپنی راہ میں قبول فرمالیا۔

اسی جنگ قادسیہ میں قبیلہ نخع کی ایک بوڑھی عورت اپنے بیٹوں کو پرجوش اور محبت بھرے الفاظ میں تقریر کرکے ابھارتی ہے کہ وہاں موجود جنگجو پھر اس بوڑھی قربانیاں دینے والی ماں کے بیٹوں کو اعداء اللہ کے سامنے بہادری اور جانثاری سے سینہ سپر لڑتے دیکھتے ہیں۔

اے خواتین اسلام!

جنہیں آج امت مسلمہ کو عظیم رجال اور قائد دینے ہیں، ہماری صحابیات تو علمی، عملی میدان میں ایسے ایسے کارنامے سرانجام دے گئیں کہ مرد بھی ایسی قربانیاں دینے سے گریزاں ہیں۔

آج سیرت صحابیات کو اپناتے ہوئے موجودہ خواتین اسلام مستقبل کی تاریخ اسلام کیلئے کیا کارنامہ چھوڑ جانا چاہتی ہیں؟ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جو امانت یہ ننھے پھول ہماری جھولی میں دیئے ہیں اس امانت کو ہم کب راہ الٰہی میں وقف کریں گی؟ اگر ہم خواتین اسلام ہی زاہدہ عن الدنیا نہیں ہوں گی، اپنی ذات پر شریعت کو نافذ نہیں کریں گی اور جہاد سے محبت نہیں رکھیں گی تو کیسے اپنے بیٹوں کو اس سرزمین پر اسلام کا نفاذ کرنے کے لئے بھیجیں گی؟

اے اسلام کی شہزادیو!

کون سیرت خنساء و خولہ رضی اللہ عنہما اپنائے گا؟ کون یہ ثابت کرے گا کہ...

خولہ کی شجاعت زندہ ہے، صفیہ کی روایت زندہ ہے
جو پال کے شیر جوانوں کو کاندھوں پہ کفن رکھ دیتی ہے
اے بیٹوں والی ماؤں سنو، ابھی ایسی عورت زندہ ہے
جو خون میں نہائے جسموں کو دیکھے اور خود پہ ناز کرے
اس خفتہ ملت کے اندر خنساء کی سیرت زندہ ہے

اے نساء الاسلام! کہ جن کی تاریخ خواتین اسلام کی عظیم قربانیوں سے بھری پڑی ہے، افسوس تو اس بات کا ہے کہ آج کل ہم خواتین ہی مغرب سے بے حد تک متاثر ہو چکی ہیں، دنیا اور تعیش پسندی میں مبتلا ہیں، اپنے بہن بھائیوں کے دکھ درد سے بے خبر سارا وقت صرف دنیا کی طمع میں لگی زندگی گزار رہی ہیں۔ نہ تو اپنے خاوند کو اس راہ پر ابھار رہی ہیں اور نہ ہی اپنی اولاد کے دل میں امت مسلمہ اور غرباء کی محبت پیوست کر رہی ہیں۔ بچے تو غیرت ماؤں سے سیکھتے ہیں نا، لیکن جب مائیں ہی دنیا میں جی لگا بیٹھی ہوں تو ایسے میں کیسے اور کیونکر ہمارے بیٹے سرفروشی سیکھیں گے؟ اللہ کی راہ میں بنیان مرصوص بنے قتال کریں گے اور شہادت کے لذیذ جام کو لبوں سے لگانے کے لئے مثل بسمل تڑپیں گے۔

پاکستانی ڈرامے، خواتین کا منفی کردار

حلیمہ کامران

پاکستانی فوج سوشل میڈیا پر ویسے ہی گانوں اور ویڈیوز سے دشمن ملک کو تباہ کرنے کیلئے مشہور ہو چکی ہے، مگر یہ ڈرامے بنانے میں بھی پیچھے نہیں رہتی ہے۔ فوج نے سال 2021 کے اواخر میں ''صنف آہن'' نامی ایک ڈرامہ بنایا، جس میں کہانی کے دیگر پہلوؤں کے ساتھ ساتھ یہ پہلو بہت ہی قابلِ اعتراض تھا کہ یمنیٰ زیدی نامی ایک اداکارہ وزیرستان کی شائستہ خانزادہ کے طور پر دکھا کر یہ پیغام دینے کی کوشش کی کہ کوئی لڑکی گھر سے بھاگ کر بھی فوجی بن سکتی ہے۔ اگرچہ پاکستان کی تقریباً تمام اقوام گھر سے کسی بھی مقصد کیلئے سے بھاگی ہوئی لڑکی کو ناپسند کرتے ہیں اور بسا اوقات بات قتل تک بھی چلی جاتی ہے، مگر آئی ایس پی آر نے ملک بھر کے لوگوں کے نظریات کی مخالفت میں ہی بھلائی دیکھی اور ایک برقع پوش لڑکی کو گھر سے نکال کر فوج میں بھرتی کرلیا۔

ایک مشہور ڈرامے ''میرے پاس تم ہو'' میں ایک خاتون کو دو ٹکے کی خاتون کہا جاتا ہے اور پھر اسے دکھایا جاتا ہے کہ وہ کس طرح مغربی کلچر کو اپناتے ہوئے منکوحہ ہونے کے باوجود اپنے عاشق کے ساتھ رہتی ہے اور یہ باور دلانے کی کوشش کرتی ہے کہ ناجائز اور حرام پیار بھی ایک رشتہ ہے۔ اس کے علاوہ ''سنگِ ماہ'' نامی ایک ڈرامے میں قبائلی رسم ''غگ'' کی غلط تشریح کیلئے بھی ایک خاتون کو استعمال کیا گیا۔ (اگرچہ ''غگ'' کی رسم خود ایک خلاف شرع اور غلط رسم ہے) اس کے علاوہ ایک ڈرامے ''صرف تم'' میں دولہا دلہن کو سہاگ رات کے موقع پر شراب نوشی کی مغربی اور بیہودہ عمل کرتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔

یہ سب مشت نمونۂ خروار ہے، اس کے علاوہ تقریباً ہر دوسرے ڈرامے میں جنسی زیادتیاں، مردوں کا عورتوں اور عورتوں کا مردوں کو مارنا، شادی لیٹ کرنے، گھروں میں دنگے فساد پھیلانے، شراب و چرس نوشی، قتل، چوری ڈکیتی اور دیگر بیہودہ مواد دکھایا جاتا ہے جو شاید بچوں کے سامنے یا فیملی ممبرز کے سامنے دیکھا بھی نہ جا سکے، حالانکہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے ڈرامے انٹرٹینمنٹ کے زمرے میں آتے ہیں۔

ایک لکھاری عروج جعفری لکھتی ہیں:

پاکستانی ڈرامہ جب ۷۰ اور ۸۰ کی دہائی میں نشر ہوا کرتا تھا تو سڑکوں پر سناٹا ہوتا تھا، دیکھنے والے انکل عرفی، شہ زوری، افشاں، قباچہ اور اکا بوا جیسے حقیقت سے قریب تر کرداروں میں خود کو تلاشتے ملتے تھے۔

یہ وہ دور تھا جب ڈرامے میں عورت کا کردار مضبوط اور

مستحکم دکھایا گیا۔ یہ کردار ہمارے ماحول اور اقدار کے آٹے سے گندھے ہوتے تھے۔ ان میں زبان کی چاشنی ہوتی اور ہماری اقدار کا رنگ ہوتا۔ ان ڈراموں کی کشش سڑکوں کے سناٹے سے ظاہر ہوتی تھی۔

پاکستانی ٹی وی ڈراموں میں کردار و افکار کی ایک لڑی ہوا کرتی تھی، جو اپنی ترتیب نہیں بھولتی تھی۔

لیکن اب ہر چینل صرف عشق و محبت کی افسانوی کہانیاں، غیر حقیقی موضوعات کی چادروں میں لپیٹ کر پیش کر رہا ہے اور جس قدر اب عورت کے خود مختار ہونے کا چرچا اور کوشش ہے، ہمارے ٹی وی ڈرامے اسی قدر عورت کو محکوم اور لاچار دکھانے پر مصر ہیں۔

اب ڈرامے فیملی ڈرامے نہیں رہے۔

اب اہلخانہ اکھٹے بیٹھ کر ڈرامہ دیکھنے سے کتراتے ہیں۔

ڈراما ساز، مزاح نگار اور مصنف انور مقصود نے ڈان نیوز سے بات کرتے ہوئے کہا:

حالیہ دور میں کئی ایسے ڈرامے ہیں، جنہیں وہ دیکھنا تک پسند نہیں کرتے، انہیں مذکورہ ڈراموں پر اعتراض ہے، مگر کیا کریں کہ آج کل ڈرامے میں جتنی بیہودگی ہوگی، اس کی اتنی ہی زیادہ ریٹنگ آتی ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون، ہم بحیثیت مسلمان و پاکستانی کتنے گر چکے ہیں کہ ہم نے وہ دیکھنا اور دکھانا ہے. جس میں بیہودگی ہو، فحاشی و عریانی ہو اور مغرب کا کلچر ہو۔ ہمیں افغانستان میں خواتین کی تعلیم اور کام کا مسئلہ تو نظر آجاتا ہے لیکن اپنے ہی ملک میں ان بچوں کے ساتھ کیا جانے والا یہ آن دی سکرین ظلم نظر نہیں آتا۔ وہی بات ہوئی کہ سب گندا ہے پر دھندا ہے۔

یہ حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ عوام کو مذہب اور قومی اقدار مخالف چیزیں دیکھنے اور دکھانے سے دور رکھے، مگر یہاں حالات کچھ ایسے ہیں کہ یہاں بجلی کے بلوں کی وجہ ایک طرف عوام بلبلا رہے ہیں تو دوسری طرف حکومت سینماؤں کو مفت بجلی فراہم کر رہی ہے، تاکہ فلمیں سستی دیکھی اور دکھائی جا سکیں۔

فِالی اللہ المشتکٰی

اسلام میں تعلیم نسواں اور موجودہ مخلوط نظامِ تعلیم
(دوسری اور آخری قسط)

مولانا نایاب حسن قاسمی
(دارالعلوم دیوبند) کی ایک شاہکار تحریر

مخلوط تعلیم کا دوسرا پہلو لڑکوں اور لڑکیوں کی مشترک تعلیم گاہ ہے۔ اس سلسلے میں یہ امر ملحوظِ خاطر رہے کہ ابتدائی عمر' جس میں بچے صنفی جذبات سے عاری ہوتے ہیں اور ان میں ایسے احساسات پیدا نہیں ہوتے، مخلوط تعلیم کی گنجائش ہے۔ اسی لئے اسلام نے بے شعور بچوں کو غیر محرم عورتوں کے پاس آمد ورفت کی اجازت دی ہے اور قرآن مقدس نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

لیکن جب بچوں میں جنسی شعور پیدا ہونے لگے اور ایک حد تک بھی (کلی طور پر نہ سہی) ان میں صنفی جذبات کی پہچان ہو جائے تو ایک ساتھ ان کی تعلیم آگ اور بارود کو ایک جگہ جمع کرنے کی مانند ہے اور اس کا اعتراف (گو دیر سے سہی) آج یورپ وامریکہ کے بڑے بڑے ماہرین نفسیات(Psychlogy) وحیاتیات بشری(Humanbiology) کر رہے ہیں، چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ عورت اور مرد میں کششِ جنسی بالکل طبعی اور فطری ہے اور دونوں جب باہم ملیں گے اور کوئی مانع نہیں ہوگا، تو رگڑ سے یکبارگی بجلی کا پیدا ہو جانا یقینی ہے۔

اور اسلام کا نقطۂ نظر اس حوالے سے بالکل واضح، بے غبار، ٹھوس اور سخت ہے کہ ایک مرد یا عورت کے لئے کسی غیر محرم کے ساتھ مل بیٹھنا تو کجا، ایک دوسرے کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی بھی قطعاً گنجائش نہیں۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے تاریخی سفرِ حج میں فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ ؐ کے ساتھ اونٹنی پر سوار ہیں، قبیلۂ "بنو خثعم" کی ایک لڑکی ایک شرعی مسئلے کی دریافت کے لئے آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور فضل بن عباسؓ کی نگاہ اچانک اس لڑکی پر پڑ جاتی ہے، تو نبی پاک ﷺ فوراً اُن کا رخ پھیر دیتے ہیں۔ جلیل القدر صحابی حضرت جریر بن عبداللہ بجلیؓ فرماتے ہیں: "سألت رسول اللہ ﷺ عن نظر الفجاءۃ فقال: "اصرف بصرک"۔

حضرت علیؓ بن ابی طالب سے آپ ﷺ نے فرمایا: یا علی! لا تتبع النظرۃ النظرۃ، فإن لک الأولی، ولیست لک الآخرۃ۔

مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی آپ ﷺ نے ممانعتی حکم جاری فرمایا، چنانچہ ایک دفعہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ (بعض روایات کے مطابق حضرت عائشہؓ) حضور ﷺ کے پاس موجود تھیں، اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو! تو حضرت ام سلمہؓ نے قدرے تحیر زدہ ہو کر کہا: "یہ تو نابینا ہیں! نہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں اور نا ہی پہچان سکتے ہیں" تو حضور ؐ نے فرمایا "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم اُنہیں نہیں دیکھ

رہیں؟''۔

پھر اسلام کا یہ نظریہ کسی خاص شعبۂ حیات سے متعلق نہیں ، بلکہ سن شعور کو پہنچنے کے بعد سے تا حیات اس کا یہی حکم ہے ،چنانچہ جب ہم اہلِ علم خواتین اسلام کی تاریخ اوران کی تعلیم وتربیت کے طریقوں کا مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے عہدِ میمون میں خود آپ ﷺ اس بات کا غایت درجہ اہتمام فرماتے کہ لڑکوں اور لڑکیوں میں اختلاط کی کیفیت پیدا نہ ہونے پائے ، تاکہ یہ شیطان کی طرف سے کسی غلط کاری کی تحریک کا باعث نہ ہو۔

چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ''حضور ﷺ مردوں کی صف سے نکلے اور حضرت بلالؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھے ، آپ ﷺ کو خیال ہوا کہ آپؐ کی آواز عورتوں تک نہیں پہنچی ، تو آپ ﷺ عورتوں کی صف تک تشریف لے گئے ، اُنہیں نصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا ، تو کوئی عورت اپنی بالی پھینکنے لگی اور کوئی انگوٹھی اور حضرت بلالؓ اپنی چادر میں اُنہیں سمیٹنے لگے''۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے مردوں اور عورتوں کو خلط ملط دیکھا، تو عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''پیچھے ہٹ جاؤ! تمہارا بیچ راستے پر چلنا مناسب نہیں، لبِ راہ چلا کرو!''۔

آپ ﷺ کے بعد کے ادوار میں بھی عورتوں کی تعلیم وتربیت کے تعلق سے عدمِ اختلاط کا خصوصی اہتمام رہا، چنانچہ حضرت مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ قرنِ اول اوراس کے بعد طالبات کے تعلیمی اسفار اوران کے طریقۂ تعلیم وتربیت کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں : ''عام طور سے ان تعلیمی اسفار میں طالبات کی صنفی حیثیت کا پورا پورا لحاظ رکھا جاتا تھا اوران کی راحت وحفاظت کا پورا اہتمام ہوتا تھا۔ خاندان اور رشتہ کے ذمہ داران کے ساتھ ہوتے تھے ، امام سہمیؒ نے ''تاریخ جرجان''میں فاطمہ بنت ابی عبداللہ محمد بن عبدالرحمن طلقی جرجانیؒ کے حالات میں لکھا ہے کہ ''میں نے فاطمہ کو اس زمانے میں دیکھا ہے ، جب ان کے والد اُن کو اٹھا کر امام ابو احمد بن عدی جرجانیؒ کی خدمت میں لے جاتے تھے اور وہ ان سے حدیث کا سماع کرتی تھیں''۔

فاطمہ بنت محمد بن علی لخمیہؒ اندلس کے مشہور محدث ابو محمد باحی اشبیلیؒ کی بہن تھیں ، انہوں نے اپنے بھائی ابو محمد باحیؒ کے ساتھ رہ کر طالب علمی کی اور دونوں نے ایک ساتھ بعض شیوخ واساتذہ سے اجازتِ حدیث حاصل کی''۔

آگے لکھتے ہیں : ''ان محدثات وطالبات کی درس گاہوں میں مخصوص جگہ ہوتی تھی ، جس میں وہ مردوں سے الگ رہ کر سماع کرتی تھیں اور طلبہ وطالبات میں اختلاط نہیں ہوتا تھا''۔

ان تصریحات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ شریعت

نے جہاں عورتوں کو تعلیم وتربیت کے حصول کی پوری آزادی بخشی ہے، وہیں اس کے نزدیک مرد و عورت کے درمیان اختلاط کی کوئی گنجائش نہیں، بلکہ دونوں کے لئے علیحدہ تعلیم گاہ ہونی چاہیئے، جہاں وہ یک سوئی اور سکونِ خاطر کے ساتھ تعلیم حاصل کرسکیں، اور ہر نوع کے ممکن فتنے کا سدِّباب ہوسکے۔ خاص طور سے موجودہ دور میں جب کہ مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک مخلوط تعلیم کی فحش کاریاں اور زیاں کاریاں ظاہر وباہر ہوچکی ہیں اور خود یورپ وامریکہ کی تعلیم گاہوں کے ماہرینِ تعلیم وسماجیات وعمرانیات کی رپورٹس اس کا بین ثبوت ہیں۔

چنانچہ مشہور فرانسیسی عالمِ عمرانیات ''پول بیورو'' (POULBUREOU) اپنی کتاب (TOWARDSMORAL BANKRUPTCY) میں لکھتا ہے کہ: ''فرانس کے متوسط طبقے کی تعلیم یافتہ لڑکیاں، جو کسی فرم میں کام کرتی ہیں اور شائستہ سوسائٹی میں اٹھتی بیٹھتی ہیں، ان کے لئے کسی اجنبی لڑکے سے مانوس ہوجانا کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے، اول اول اس طرزِ معاشرت کو معیوب سمجھا گیا، مگر اب یہ اونچے طبقے میں بھی عام ہوگیا ہے اور اجتماعی زندگی میں اس نے وہی جگہ حاصل کرلی ہے، جو کبھی نکاح کی تھی''۔

امریکہ کی تعلیم گاہوں کے نوجوان طبقہ کے بارے میں جج ''بن لنڈسے'' (BENLINDSEY) جس کو ڈنور (DENVER) کی عدالت جرائم اطفال (JUENTLECOURT) کا صدر ہونے کی حیثیت سے امریکہ کے نوجوانوں کی حالت سے واقف ہونے کا بہت زیادہ موقع ملا، اپنی کتاب (REVOLM OF MODERN YOUTH) میں لکھتا ہے کہ: ''امریکہ میں ہائی اسکول کی کم از کم ۴۵% فیصد لڑکیاں اسکول سے الگ ہونے سے پہلے خراب ہوچکتی ہیں اور بعد کے تعلیمی مدارج میں اوسط اس سے کہیں زیادہ ہے۔ لڑکیاں خود ان لڑکوں سے اس چیز کے لئے اصرار کرتی ہیں، جن کے ساتھ وہ تفریحی مشاغل کے لئے جاتی ہیں اور اس قسم کے ہیجانات کی طلب ان میں لڑکوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے، اگرچہ زنانہ فطرت ان اقدامات پر فریب کاری کے پردے ڈالتی ہے''۔

انگلینڈ کے مرکزی شہر لندن) جو تہذیبِ جدید کا آئینہ دار ہے، اسی آئینے میں اس کی تمام تر گل کاریوں کا عکسِ قبیح نظر آتا ہے (کی ''غیر شادی شدہ ماؤں اور ان کے بچوں کی نویں کو نسل'' سے خطاب کرتے ہوئے انگلینڈ کی مشہور مصنفہ ''مس مارگا نتا لاسکی'' یہ دھماکہ خیز انکشاف کرتی ہے کہ ''انگلستان کی تقریباً ۷۰% فیصد لڑکیاں شادی سے قبل ہی اپنے دوستوں سے جنسی تعلقات قائم کرلیتی ہیں اور ۳۳% فیصد لڑکیاں شادی سے قبل ہی حاملہ ہوجاتی ہیں''۔

لندن کے ایک سماجی کارکن (SOCILWORKER) نے اپنی مطالعاتی رپورٹ میں وہاں کی مخلوط تعلیم گاہوں کی صنفی آوارگی اور جنسی انارکی (ANARCHY) کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اسکول میں آج کل چودہ برس کے لڑکے اور لڑکیاں عام طور پر مانع حمل اشیاء اپنے اپنے بیگ میں لئے پھرتے ہیں کہ جانے کب کہاں ضرورت پڑ جائے؟ اس معاملے میں وہ اپنے ماں باپ سے کہیں زیادہ ہوشیار ہیں''۔

خیر! یہ تو نافِ تمدن اور مرکزِ تہذیب کی بات ہے، خود مشرق میں بھی۔ جس کے رگ وپے میں گویا خوانِ مغرب کی زلہ خواری سرایت کر چکی ہے اور مغرب کی ''عطا کردہ ''ہر'' عنایتِ خاصہ'' کا والہانہ استقبال کرنا اور اسے ہاتھوں ہاتھ لینا اس کی جبلت بن چکا ہے اور جس کے فرزندوں میں مستغربین کی ٹولی کی ٹولی جنم لے رہی ہے۔ مخلوط تعلیم کے انتہائی مضرت رساں نتائج مشاہدے میں آ رہے ہیں، بلکہ صورت حال تو یہ ہو چکی ہے کہ ؎

مے خانہ نے رنگ وروپ بدلا ایسا
مے کش مے کش رہا نہ ساقی ساقی

غور کیجئے! کہ مخلوط تعلیم گاہوں میں جہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ایک ساتھ تعلیم حاصل کر رہے ہوں، پھر دونوں کی نشست گاہیں بھی ایک ساتھ ہوں اور ان سب پر طرفہ یہ کہ عریاں و نیم عریاں بازو، لب ہائے گلگوں، چمکتے ہوئے عارض، چشم ہائے نیم باز، بکھری ہوئی زلفیں، بلکہ سارا سراپا ''أنا البرق'' کا منظر پیش کر رہا ہو، تو کیا فریقِ مقابل اپنے ذوقِ دید اور شوقِ نظارہ کو صبر و شکیبائی کا رہین رکھے گا یا بے تابانہ اپنی نگاہوں کی تشنگی دور کرنے کی سوچے گا؟ پھر جب جمالِ جہاں آراء پوری تابانیوں کے ساتھ دعوتِ نظارہ دے رہا ہو، تو اس کی دید کی پیاس بجھے گی کیوں؟ وہ تو اور تیز تر ہو جائے گی اور جام پر جام چڑھائے جانے کے باوصف اس کا شوقِ دیدار ''ہل من مزید'' کی صدائے مسلسل لگائے گا۔

ساقی جو دیئے جائے یہ کہہ کر کہ پیے جا تو میں بھی پیے
جاؤں یہ کہہ کر کہ دیئے جا

اور شیطان ایسے موقعوں پر کبھی نہیں چوکتا، جب اس کا شکار پوری طرح اس کے قبضے میں آ جائے، چنانچہ معاملہ صرف دید ہی تک محدود رہ جائے، یہ ناممکن ہے، اس سے بھی آگے بڑھ کر گفت و شنید تک پہنچتا ہے، پھر بوس و کنار اور ہم آغوش ہونے اور بالآخر وہاں تک پہنچ کر دم لیتا ہے، جس کے بیان سے ناطقہ سر بہ گریباں اور خامہ انگشت بہ دنداں ہے اور اس قسم کے حادثات کوئی ضروری نہیں کہ یونیورسٹیز اور کالجز کے احاطوں ہی میں رونما ہوں، بلکہ رسل و رسائل اور آئے دن کے مشاہدات یہ ثابت کرتے ہیں کہ کالجز کے کلاس روم،

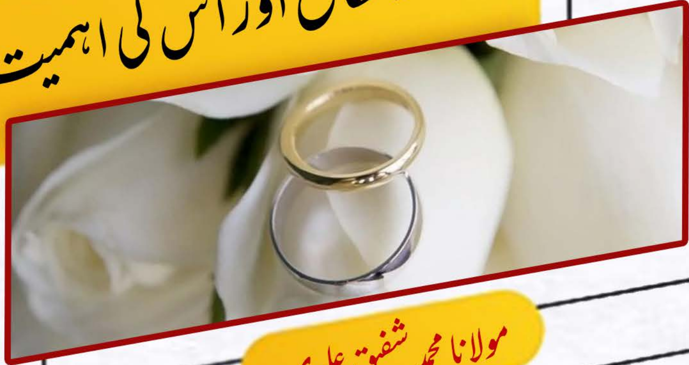
شہروں کے پارک اور پبلک مقامات تک کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔

بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغِ محفل جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا

پس چہ باید کرد؟ ایسے پر آشوب اور ہلاکت خیز ماحول میں بھی اگر ہوش کے ناخن نہ لئے گئے، اور لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کو بھی ''مثقف'' اور ''روشن خیال'' بنانے کا مخلوط طریقۂ کاریوں ہی برقرار رہے تو ہر نیا طلوع ہونے والا سورج بنتِ حوا کی عزت وناموس کی پامالی کی خبر نولے کر آئے گا اور پھر دنیا بہ چشمِ عبرت نگاہ دیکھے گی کہ وہ مقامات، جو انسان کو تہذیب وشائستگی اور انسانیت کا درس دینے، قوم ووطن کے جاں سپار خادم اور معاشرے کے معزز و کامیاب افراد تیار کرنے کے لئے منتخب کئے گئے تھے، محض حیوانیت و بہیمیت اور شہوت رانی وہوس کاری کے اڈے بن کر رہ گئے۔ (لاقدر اللہ ذلک)

خواتین کو تعلیم دی جائے، اسلام قطعاً اس کی مخالفت نہیں کرتا، بلکہ وہ تو اس کی حد درجہ تاکید کرتا ہے، جیسا کہ ماقبل میں اشارات دیئے گئے، لیکن یہ ملحوظ رہے کہ ان کی تعلیم وہی ہو، جو ان کی فطرت، ان کی لیاقت اور ان کی قوتِ فکر وادراک کے مناسب ہو اور ان کی عفت کی حفاظت میں مدد ومعاون ہو، نہ کہ ایسی تعلیم، جو اُنہیں زمرۂ نسواں ہی سے خارج کردے اور شیاطین الانس کی درندگی کی بھینٹ چڑھا دے، اللہ تعالیٰ سود دوزیاں کے صحیح فہم کی توفیق بخشے۔ ''آمین''

مقاصد نکاح اور اُس کی اہمیت



مولانا محمد شفیق علوی

''ایجاب وقبول'' کے مخصوص الفاظ کے ذریعہ مرد وعورت کے درمیان ایک خاص قسم کا دائمی تعلق اور رشتہ قائم کرنا ''نکاح'' کہلاتا ہے، جو دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کے صرف دو لفظوں کی ادائیگی سے منعقد ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نکاح کو عبادت کا درجہ دیا۔ تمام مذاہب میں اس کو حلال قرار دیا۔ قرآن مجید میں اور اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کی زبانی جا بجا نکاح کے لئے اپنے بندوں کو ترغیب دی۔

نکاح کے بہت زیادہ فضائل وفوائد ہیں، بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' کچھ یہاں ذکر کیے جاتے ہیں:

نکاح کے دنیوی واُخروی فضائل

۱... نکاح سنت انبیاء ہے:

ترجمہ: ''حضرت ابوایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: چار چیزیں انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت میں سے ہیں: حیاء، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور نکاح''۔ ''ترمذی، ج: ۱، ص: ۲۰۶''

۲... بے نکاح مرد اور بے نکاح عورت محتاج اور مسکین ہے:

''ابن ابی نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مسکین ہے، مسکین ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا: اگرچہ وہ بہت مال والا ہو تب بھی وہ مسکین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ وہ بہت مال والا ہو، پھر فرمایا: مسکین ہے، مسکین ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو، لوگوں نے عرض کیا: اگرچہ بہت مالدار ہو تب بھی وہ مسکین ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ مال والی ہو''۔ (مجمع الزوائد، ج: ۴، ص: ۳۲۸، بحوالہ معجم طبرانی اوسط)

نکاح کرنے سے دین اور دنیا کے بہت سے کام درست ہوجاتے ہیں اور مال کا جو مقصود اصلی ہے، یعنی راحت اور بے فکری، وہ اس مرد کو نصیب نہیں ہوتی، جس کی بیوی نہ ہو اور اس عورت کو بھی یہ راحت وآرام نصیب نہیں ہوتا، جس کا خاوند نہ ہو۔ اس لیے مال ہونے کے باوجود شادی نہ کرنے والے مرد وعورت کو اس حدیث میں مسکین کہا گیا ہے۔

۳... نکاح شرمگاہ کے گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے:
حضور اکرم ا کا ارشاد ہے:
ترجمہ: ''اے جوانو! تمہیں نکاح کرلینا چاہیے، کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکانے والا اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے، اور جو اس کی طاقت نہ رکھے وہ روزے رکھے''۔ (ترمذی، ج:۱، ص:۲۰۶)

بیشتر وہ لوگ جو نکاح کی استطاعت رکھتے ہوئے بھی نکاح نہیں کرتے، ان کے ذہن میں ہمیشہ زناکاری کا لاوا پکتا رہتا ہے اور زنا انسان کو یقینی طور پر ایمان سے کوسوں دور لے جاتا ہے۔ اب جو مسلمان شادی نہیں کرتا، وہ درحقیقت اپنے دین کو بھی داؤ پر لگانا چاہتا ہے۔ نکاح کے ذریعہ ان سب مسئلوں سے نجات ہے۔ اور اگر واقعی کوئی مجبوری ہے اور اصل تدبیر ''نکاح'' پر عمل نہیں کرسکتا تو پھر یہ علاج ہے جو حدیث شریف میں بیان ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے اس کے بدل یعنی ''روزے'' کو اختیار کرنے کا ارشاد فرمایا، کیونکہ روزے سے نفسانی شہوت ٹوٹ جاتی ہے۔

۴... بے نکاح آدمی شیطان کا بھائی اور آلہ کار ہے:
حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عَکَّافؓ (ایک صحابی کا نام ہے) سے فرمایا: اے عَکَّاف! کیا تیری بیوی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اور تو مال والا، وسعت والا ہے؟ عرض کیا: ہاں! میں مال اور وسعت والا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس حالت میں تو شیطان کے بھائیوں میں سے ہے، اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو ان کا راہب ہوتا۔ بلاشبہ نکاح کرنا ہمارا طریقہ ہے، تم میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو بے نکاح ہیں اور مرنے والوں میں سب سے بدتر وہ ہیں جو بے نکاح ہیں، کیا تم شیطان سے لگاؤ رکھتے ہو؟ شیطان کے پاس عورتوں سے زیادہ کوئی ہتھیار نہیں، جو صالحین کے لئے کارگر ہو۔ مگر جو لوگ نکاح کیے ہوئے ہیں، یہ لوگ بالکل مطہر ہیں اور فحش سے بری ہیں اور فرمایا: اے عکاف! تیرا برا ہو، نکاح کرلے، ورنہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگا۔ (مجمع الزوائد، ج:۴، ص:۳۲۵)

۵... بے نکاح کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں:
ترجمہ: ''جو شخص نکاح کرنے کی طاقت ہونے کے باوجود نکاح نہ کرے، وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں)''۔ (مجمع الزوائد، ج:۴، ص:۳۲۷)

نکاح نہ کرنا مسلمانوں کا شعار نہیں، بلکہ نصاریٰ کا طریقہ ہے، کیونکہ وہ نکاح نہ کرنے کو عبادت سمجھتے ہیں۔ عذر نہ ہونے کے باوجود نکاح نہ کرنا اور اُسے عبادت یا فضیلت سمجھنا رہبانیت کے زمرہ میں آتا ہے، جو اسلام

میں جائز نہیں ہے۔

٦. . . بے نکاح کا حضور ﷺ سے کوئی تعلق نہیں :

حدیث میں ہے کہ تین صحابیؓ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ایک زوجہ مطہرہؓ کے گھر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے احوال کے بارے میں معلوم کیا، جب ان کے سامنے آپ ﷺ کی عبادات کے احوال کو بیان کیا گیا تو انھوں نے آپ ﷺ کی عبادت کو کچھ کم خیال کیا، پھر کہنے لگے : ہمیں نبی کریم ﷺ سے کیا نسبت ؟ آپ ﷺ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ اب تینوں میں سے ایک نے کہا : میں تو اب ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔ دوسرے نے کہا : میں تو ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نے کہا : میں تو کبھی شادی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے ایسی ایسی بات کہی ہے ؟ خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی نگہداشت کرنے والا ہوں، مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا :

''وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني''۔

''میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔''

(بخاری، ج : ۲، ص : ۷۵۸، ۷۵۷)

غور کیجئے! جب صحابہؓ نے انسانی فطرت سے ہٹ کر الگ راستہ اختیار کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے غصہ کا اظہار فرمایا۔ جس چیز کو وہ نیکی سمجھ رہے تھے، آپ ﷺ نے انہیں بتایا کہ اس عمل سے وہ اسلام سے قریب نہیں، بلکہ دور ہوں گے، شیطان کے وسوسوں میں الجھ کر تکلیف اٹھائیں گے، جنسی شہوت سے جنگ میں خود کو الجھائے رکھیں گے، یہ کنوارا ہونا ان کے لئے بے حد تلخ ہوگا، جس کی شدت اور گناہ سے کم لوگ نجات پاتے ہیں۔

٧. . . نکاح کرنا آپ ا کا طریقہ اور سنت ہے :

حضور اکرم ا کا ارشاد ہے :

''من أحب فطرتي فليستن بسنتي ومن سنتي النكاح''۔ (مجمع الزوائد، ج : ۴، ص : ۳۲۷)

ترجمہ : . . . ''جو میری فطرت سے محبت رکھتا ہے، وہ میری سنت پر عمل کرے اور میری سنت میں سے نکاح بھی ہے''۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے : ''اگر میری زندگی کے صرف دس روز رہ جائیں، تب بھی میں شادی کرلینا پسند کروں گا، تاکہ غیر شادی شدہ حالت میں خدا کو منہ نہ دکھاؤں''۔ (تحفۃ العروس)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''نکاح کرلو، کیونکہ ازدواجی زندگی کا ایک دن غیر شادی شدہ زندگی کے اتنے اتنے برسوں کی عبادت سے بہتر ہوتا ہے''۔

(تحفۃ العروس)

نکاح کے مقاصد و فوائد:

مقصد نمبر: ۱... نکاح عبادت ہے:

نکاح بذاتِ خود اطاعت اور عبادت ہے، اور نفل عبادت سے افضل ہے۔

مقصد نمبر: ۲... تقویٰ کا حصول:

نکاح کا ایک بڑا مقصد پرہیزگاری اور تقویٰ ہے۔

مقصد نمبر: ۳... جنسی تسکین کا ذریعہ:

فطری طور پر مرد و عورت کے اندر جنسی خواہشات رکھی گئی ہیں، لذت ایک ایسی شئے ہے جس کا طالب نہ صرف انسان ہے، بلکہ ہر حیوان اس کا طالب ہے۔ وہ بذات خود قابل مذمت چیز نہیں ہے، قابل مذمت وہ اس وقت قرار پاتی ہے جب اس کا غلط استعمال کیا جائے اور امور خیر کو ترک کرکے ناروا مقامات کو اس کے استعمال کے لئے منتخب کیا جائے۔ اس فطری جذبے کو پورا کرنے کا حلال راستہ یہی نکاح ہے۔ نکاح چھوڑنے سے کئی فتنوں میں مبتلا ہوجانے کا خطرہ رہتا ہے۔ قدرتی طور پر انسان کے اندر جو شہوت کا مادہ ہے، یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اگر نکاح نہ ہو تو ناجائز طریقے سے یہ تقاضا پورا کرنے کی طرف میلان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حرام سے بچنے کے لئے یہ حلال راستہ رکھا ہے۔

مقصد نمبر: ۴... اولاد کا حصول:

اولاد کا طلب کرنا بھی نکاح کے مقاصد میں سے ہے، نسل انسانی کی بقا بھی اسی سے ممکن ہے۔ اس مقصد کے حصول پر حدیث میں بڑی تاکید آئی ہے کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو زیادہ بچے جننے والی ہوں۔

مقصد نمبر: ۵... امت محمدیہؐ کے افراد میں اضافہ:

امت محمدیہ کے افراد کا زیادہ ہونا بھی ایک اہم مقصد ہے، جس کی حضور ﷺ نے تمنا فرمائی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: میں تمہاری کثرت پر قیامت کے دن فخر کروں گا۔ اسی طرح قومی طاقت اور توانائی کا دارومدار کثرتِ آبادی اور ان کی مادی اور اندرونی قوت پر منحصر ہے۔

مقصد نمبر: ۶... آرام و راحت کا حصول:

نکاح کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ وہ سکون و آرام اور راحت کا ذریعہ ہے، جی بہلانے کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً"

(الروم: ۲۱)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تم میں سے جوڑے

بنائے، تاکہ تم ان سے آرام پکڑو اور تم میں محبت اور نرمی رکھ دی''۔

مقصد نمبر ۷:... طبی طور پر جسمانی امراض سے بچاؤ:

نکاح کئی بیماریوں اور امراض سے بچاؤ کا بھی ذریعہ ہے۔ نکاح نہ کرنے والے مادہ منویہ روکنے کے مرض میں مبتلا ہوجاتے ہیں، کیونکہ انسان کا یہ مادہ جب کافی عرصہ تک بند رہتا ہے تو اس کا زہریلا اثر دماغ تک چڑھ جاتا ہے، اور بسا اوقات اُنہیں مالیخولیا کا مرض لاحق ہوجاتا ہے۔

نیویارک مینٹل ہاسپٹل کے میڈیکل انچارج ڈاکٹر ہاولبرگ کہتے ہیں:

''مینٹل ہاسپٹل میں عام طور پر مریض اس تناسب سے داخل ہوتے ہیں کہ ان میں ایک شادی شدہ ہوتا ہے تو چار غیر شادی شدہ ہوتے ہیں''۔ (تحفۃ العروس)

برٹلن کے ترتیب دیئے ہوئے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ شادی شدہ جوڑوں کی نسبت غیر شادی شدہ کہیں زیادہ خودکشی کے مرتکب ہوتے ہیں، جبکہ اکثر شادی شدہ افراد کی دماغی اور اخلاقی حالت نہایت متوازن اور ٹھوس ہوتی ہے، ان کی زندگی میں ٹھہراؤ ہوتا ہے۔ اور جیسا کجرو اور سوداوی مزاج بہت سارے بن بیاہے نوجوانوں کا ہوتا ہے، شادی شدہ جوڑوں میں اُس طرح نہیں پایا جاتا۔

نیز یہ بھی مشاہدہ ہے کہ شادی شدہ خواتین ہر چند کہ بچہ جننے، ماں بننے اور خانہ داری اور ازدواجی زندگی، غرض زندگی کے بے شمار مسائل میں گھری ہوتی ہیں، پھر بھی دوسری غیر شادی شدہ عورتوں کے مقابلہ میں ان کی عمریں خاصی طویل ہوتی ہیں اور وہ ان کے مقابلہ میں زیادہ مطمئن اور خوش ہوتی ہیں۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ

علامہ اقبال رحمہ اللہ

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشتِ خاک اس کی
کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درِ مکنوں

مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

ظالم فوج، ننھا عمار اور بے بس ماں



ام طارق

صوبہ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں پیش آنے والے واقعے نے سب کے دل دہلا کر رکھ دیئے ہیں، انسانیت شرما گئی اور پاکستان کے ظالم و جابر عسکری و خفیہ اداروں کی فرعونیت ایک بار پھر اپنے ناپاک نقش چھوڑ گئی
تفصیل کچھ یوں ہے کہ عمار نامی بچے کے والد عباد فاروق کو ۹ مئی کے واقعے کے بعد پاکستانی ظالم فوج نے اٹھا لیا تھا لیکن اس کے باوجود گھر والوں کو ہراساں کرنے کے لئے چھاپوں کا سلسلہ جاری رہا، چھاپوں میں ۸ سالہ عمار کی والدہ اور دادی کو تنگ کیا جاتا رہا اور متعدد بار عمار کے سامنے اسکی والدہ اور دادی کو بھی بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا جاتا رہا، عمار کی والدہ کو بھی گھر سے اٹھا کر پولیس ساتھ لے گئی، یہ سب کچھ بارہا دیکھ کر ننھے عمار کی ذہنی حالت بگڑ گئی

عمار کے خاندان کے مطابق ۱۹ اور ۲۱ مئی کو عمار سکول میں دو پیپر دے کر آیا جن میں وہ صرف "بابا، بابا" لکھ سکا جس کے بعد ہم اسے ہسپتال لے گئے، پھر ڈاکٹرز نے ہمیں بتایا کہ یہ کسی صدمے کا شکار ہے ہم نے ڈاکٹرز کو سارا قصہ سنایا کہ کیسے پنجاب پولیس انکے گھر میں ریڈز کرتی رہی اور کس طرح ظالم فوجی اور پولیس اہلکار عمار کے سامنے اسکی ماں اور دادی کو بالوں سے گھسیٹ کر لے جاتے رہے جسے معصوم عمار بھول نہیں پا رہا ڈاکٹرز نے ہمیں کہا اگر یہ بچہ اپنے بابا کیساتھ وقت گزارے تو یہ ٹھیک ہوسکتا ہے، ہم نے اس کے لیے ہائی کورٹس، سپریم کورٹ میں رحم کی اپیلیں فائل کیں لیکن کسی نے ہماری بات نہیں سنی
عمار کے لواحقین نے اپنی محنت جاری رکھی اور اسے مختلف ہسپتالوں میں لے کر گئے، جہاں اس کا علاج جاری رہا تو پاکستانی ظالم فوج نے ڈاکٹروں پر عمار کا علاج نہ کرنے کا دباؤ ڈالا، جس سے ہسپتال والوں نے عمار کا علاج کرنے سے معذرت کرلی، جبکہ ورثاء عمار کی زندہ لاش کو لے کر ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال پھرتے رہے لیکن کوئی علاج کے لیے تیار نہ تھا ماں منتیں کرتی رہ گئی لیکن فرعون کی ذریت نے ایک نا سنی، جس کے بعد عمار کو سخت بیماری کی حالت میں گھر لے جایا گیا، تاہم عمار چند دن بعد گھر پر ہی ظالم ریاست پر خاموشی کے ساتھ لعنتیں کرتا فوت ہوگیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

اپنے گھر کا ننھا چراغ معصوم عمار، اپنے بابا کی راہ دیکھتے دیکھتے اپنی ماں کے سامنے تڑپ تڑپ کر جان دے گیا، جسے سوشل میڈیا پر وائرل عمار کی مختلف دردناک ویڈیوز میں دیکھا جاسکتا ہے

آخری اطلاعات کے مطابق اب عمار کی مظلومانہ موت کے شدید صدمے کی وجہ سے اسکی والدہ کی حالت بھی عمار جیسی ہوگئی ہے، انہیں چمچ سے پانی پلاکر ہی گزارا کیا جارہا ہے

عمار کی موت کا سنتے ہی سوشل میڈیا پر عمار کے حق میں اور پاکستانی ظالم فوج اور سیکیورٹی اداروں کے خلاف ٹرینڈ چل پڑے. جس میں پاکستانی فوج کو ظالم و جابر اور فرعون سے تشبیہ دی جارہی ہے اور بچے کی موت کو سیکیورٹی اداروں کی جانب سے ایک معصوم کا قتل قرار دیا جارہا ہے

یاد رہے کہ سوشل میڈیا پر "بچوں کے قاتل" اور "جسٹس فار عمار" نامی ٹرینڈز ٹاپ پر چل رہے ہیں. جس میں پاکستانی عوام فوج کے مظالم اور بربریت کی مذمت کررہے ہیں

عوامی حلقوں میں پاکستان کے جابرانہ وظالمانہ فرسودہ نظام اور افواج کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جارہا ہے، عوامی حلقوں کا کہنا تھا کہ کیا ڈاکٹر، کیا جج، کیا وکیل، کیا فوجی سارے اس معصوم جان کے قاتل ہیں؟ بعض نے فوج کو یاد دلایا کہ آپ وہی ہیں. جو بڑے جنرل بنے پھرتے ہیں. جو بچوں سے ڈرتے ہیں

بہرحال...

یاد رکھیں کہ بنگلہ دیش سے لے کر پشتونوں، بلوچوں اور کراچی ولاہور تک پاکستانی ظالم افواج کے مظالم کی نہ ختم ہونے والی داستانیں لکھی جاسکتی ہیں

اللہ رب العزت پاکستانی قوم کو ان فرعونی پاکستانی افواج سے جلد نجات دلائے تاکہ ہمیں پاکستان میں شریعت اور عدل وانصاف کی بہاریں دیکھنا نصیب ہو آمین

ایک ماں کے جذبات

مولانا عاصم عمر شہید رحمہ اللہ کی ایک تحریر کا جب یہ جملہ پڑھا
"سنو احد سے آواز آرہی ہے ، من رجل یشري نفسہ ؟ کہ کون ہے جو آج ہماری ناموس کی خاطر جان کا سودا کرے ؟ کہاں ہیں وہ امت کی وہ مائیں ، جو اپنے بیٹے کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہونے کو روانہ کردے ؟"
یہ جملے پڑھتے ہی آنکھوں سے آنسو کی جھڑی لگ گئی
زبان زیر لب "لبیک اللھم لبیک" کا ورد کرنے لگی
اپنے دودھ پیتے بچے پہ نظر پڑی تو دل تڑپ کے پکار اٹھا
مولا ! میرا دامن خالی ہے
تیرا دین اجنبی ہو رہا ہے اور میرے پاس اسکی حفاظت کو میرا دودھ پیتا بچہ ہے اور کچھ بھی نہیں
مولا ! تو میرے اس بچے کو قبول فرما لے
کاش آج بھی مسجدوں سے جہادی قافلے روانہ ہوتے
جہاد کو نکلنے کی آوازیں لگتیں
میں اپنا بچہ امیر قافلہ کے قدموں میں ڈال آتی
ہائے کاش ہر مسجد سے قافلے نکلتے
میں اپنے بچے کو دوبارہ مڑ کر نہ دیکھتی کہ کہیں ممتا غالب نہ آجائے
سیدہ خنساء رضی اللہ عنہا جیسی رب سے استقامت مانگتی ، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قیامت کو سرخرو ہوتی
اے دلوں کے رازوں سے واقف !
ہم حاضر ہیں
ہم حاضر ہیں
ہم حاضر ہیں
ہمیں قبول فرما !!!